کیااس سے کسی کوانکار ہے کہ میثاق مومنین کا تقاضا یہ ہے کہ قرآنِ مجید کے بیانِ حقیقت کو تسلیم کیا جائے؟

ایمان والوں کواپنے وعدے وفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔عہد و پیمان کو پورا کرنے کا کہا گیا ہے۔اہل ایمان کیلئے یادرکھنے اور وفا کرنے کے لائق سب سے اہم وعدہ،عہد،اقرار کیا ہے؟

وَقَالُواْ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَا

''اوروہ کہتے ہیں ''ہم نے سنااور بارضاورغبت مانتے ہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۲۸۵)۔

یہ اہلِ ایمان کا میثاق ہے جسے سورۃ المائدہ کی آیت ۷ میں یاددلاتے ہوئے ہمیں نبھانے کا حکم دیا گیا۔ارشادفرمایا:

وَٱذۡكُرُواْ نِعۡمَةَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ وَمِيثَـٰقَهُ ٱلَّذِى وَاثَقَكُم بِهِۦۤ إِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَاۖ

''اوراپنے اوپراللہ کی نعمت اوراس کے میثاق کو یادرکھوجس کے ساتھ اس نے تمہیں باندھا ہے جب تم نے کہا''ہم نے سنااور ہم نے مانا'' لفظ میثاق کا مادہ ''و ث ق'' ہے۔وثاق اس رسی، بیڑی یا بندھن وغیرہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو کس کر باندھا جائے۔بعض نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وَ ثاق باندھنے کواور وِثاق رسی کو کہتے ہیں۔میثاق کے معنی پکا وعدہ، مستحکم عہد ہیں۔ہم نے کیا سنا؟عالمین کے صادق اور امین آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں کیا سنایا؟کیا ہے جسے سن کر ہم نے سرِ تسلیم خم کرنے اور بخوشی اطاعت کرنے کا اقرار، وعدہ، عہد، میثاق دیا؟ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے ذمہ پہلا کام اللہ کی آیات کو لوگوں کیلئے تلاوت فرمانا ہے(حوالہ البقرۃ،۱۲۹،آلِ عمران ۱۶۴،الجمعہ۔۲)اور آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا'' وَأَنۡ أَتۡلُوَاْ ٱلۡقُرۡءَانَۖ اور(مجھے حکم دیا گیا ہے کہ)میں قرآن(مجید)سناؤں''

(حوالہ سورۃ النمل۔۹۲)

ٱلۡكَعۡبَةَ کے متعلق فرمایا کہ مُبَارَكًا ہے۔اور قرآنِ مجید کے متعلق فرمایا وَهَـٰذَا كِتَـٰبٌ أَنزَلۡنَـٰهُ مُبَارَكٌ ''اور یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے، اسے ثبات اور دوام ہے''۔(حوالہ سورۃ الانعام۔۹۲،۱۵۵)۔مُبَارَكًا کا مادہ ''ب ر ک'' ہے اور اصل معنی اس ثبات کے ہیں جس کے ساتھ نمو بھی شامل ہو۔یعنی ایک چیزاپنے مقام پر مستحکم بھی ہواوراسکے ساتھ ساتھ بڑھ بھی رہی ہو۔یہ برک البعیر سے ماخوذ ہے جسکے معنی ہوتے ہیں کہ اونٹ جم کر بیٹھ گیااور وہاں سے اٹھا نہیں۔لہٰذا اس میں استحکام اور کثرت، ثبات اور نشو نما دونوں شامل ہوتے ہیں۔نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ جن الفاظ میں باءاور راء اکٹھے آئیں ان میں ''ظاہر ہونے'' کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔نشو ونما کے معنی ہی یہ ہوتے ہیں کہ مضمر صلاحیتیں نمودار ہو کر سامنے آجائیں۔لہٰذا مُبَارَكٌ میں ثبات، استحکام، کثرت، نشو نما اور ظہور و نمود کے تمام پہلو سمٹے ہیں۔ابن فارس نے بھی اس کے معنی ثبات اور نشو نما لکھے ہیں۔قرآنِ مجید میں اس مادہ

سے بنے الفاظ میں سب سے اول مرتبہ أَوَّلَ بَيْتٍ یعنی ٱلْكَعْبَةَ کیلئے سورۃ آلِ عمران کی آیت ۹۶ میں استعمال ہوا ہے۔

مُبَارَكًا میں ثبات کے ساتھ نشوونما یعنی ''ظاہر ہونے'' کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔اور قرآنِ مجید مُبَارَكٌ ہے اس لئے

سَنُرِيهِمْ ءَايَـٰتِنَا فِى ٱلْـَٔافَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ

''ہم قرآنِ مجید کا انکار کرنے والوں کو آفاق میں اور خود ان کی ذات میں پنہاں حقیقتیں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان کیلئے واضح ہو جائے گا کہ یہ (قرآنِ مجید) بیان حقیقت ہے''

فِيهِ ءَايَـٰتٌۢ بَيِّنَـٰتٌ مَّقَامُ إِبْرَٰهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُۥ كَانَ ءَامِنًا ۗ ''اس میں کھلے نشان ہیں، مقام ابراہیم (علیہ السلام) ہے (جائے نماز مسجد الحرام)، اور جو کوئی اس میں داخل ہوتا ہے امن پاتا ہے'' (حوالہ آلِ عمران ۔۹۷)۔ قرآنِ مجید کی بتائی ہوئی اس حقیقت کو تو سائنس نے اب تسلیم کر لیا ہے کہ زمین و آسمان الگ ہوئے تھے اور زمین کو پھیلایا گیا تھا لیکن یہ تو ابھی معلوم کرنا باقی ہے کہ یہ فَفَتَقْنَـٰهُمَا دونوں کا الگ ہونا اور وَٱلسَّمَآءَ رَفَعَهَا ''اور آسمان کو بلند کیا'' زمین کے کس مقام پر ہوا تھا۔اور جس کے بعد پانی سے حیات کو وجود دیا گیا تھا۔ ٱلْكَعْبَةَ کے ساتھ موجود آب زم زم کو بھی ثبات ہے کہ اس کی مقدار اور اجزائے ترکیبی میں تغیر نہیں پایا گیا۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ پنہاں حقیقتوں کا سراغ وہی لگائیں گے جنہوں نے مشکل دور میں کئے گئے اس وعدے فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَىٰهَا ۚ کو فتح مکہ کے ذریعے وفا ہوتے دیکھ کر بھی ٱلْكَعْبَةَ کو قبلہ نہیں مانا تھا لیکن مزید پنہاں حقیقتوں کا سراغ لگا کر بھی ٱلْكَعْبَةَ کو قبلہ نہیں مانیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا وہ اٹل حقیقت ہیں وَلَئِنْ أَتَيْتَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَـٰبَ بِكُلِّ ءَايَةٍ مَّا تَبِعُوا۟ قِبْلَتَكَ ۚ ''اور اگر آپ (ﷺ) تمام نشانیاں لے آئیں تو بھی اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ من حیث القوم) آپ (ﷺ) کے قبلہ کو نہیں مانیں گے'' (حوالہ البقرۃ ۔۱۴۵)۔

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ پر درود و سلام ہے ہر لمحہ صبح و شام۔

آئمہ تفسیر اس بات پر متفق ہیں کہ ''قرآنِ مجید میں ٱلْكَعْبَةَ کو چھوڑ کر ''بیت المقدس'' کو قِبْلَةَ بنانے کا حکم نہیں ہے''

قرآنِ مجید کیا ہے؟

تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾ أَفَبِهَـٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿٨١﴾

''یہ جہانوں کے رب کا نازل کیا ہوا ہے۔ تو کیا تم اس حدیث (قرآنِ مجید) کو غیر سنجیدگی سے لیتے ہو؟'' (الواقعة ۔۸۰ ـ۸۱)

إِنَّ هَـٰذَا لَهُوَ حَقُّ ٱلْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ ''یقیناً یہ (قرآنِ مجید) یقینی بیانِ حقیقت ہے'' (الواقعة. ٩٥)

وَإِنَّهُۥ لَحَقُّ ٱلْيَقِينِ ﴿٥١﴾ ''اور یقیناً یہ (قرآنِ مجید) یقینی بیانِ حقیقت ہے'' (الحاقة. ٥١)

قرآنِ مجید کیا ہے؟ إِنَّهُۥ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ ''جان لو! یہ قول فیصل ہے'' (الطارق۔١٣)۔

قرآنِ مجید میں کسی بھی موضوع پر بیان کی گئی بات حرف آخر اور اٹل فیصلہ ہے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرتا ہے''۔ (حوالہ الانعام۔٩٣،ھود۔١٨،العنکبوت۔٦٨ کی ابتداء، اور وَمَنْ کی بجائے فَمَنْ کے فرق کے ساتھ الکھف کی آیت ١٥)۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِـَٔايَـٰتِهِۦٓ ۗ (حوالہ الانعام ٢١)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِـَٔايَـٰتِهِۦٓ ۚ (حوالہ الاعراف۔٣٧ اور یونس۔١٧)

''اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرتا ہے یا اللہ کی آیات کو جھٹلاتا ہے؟''

اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کے حوالے سے باتیں اختراع کرنا بھی ظلم ہے اور آیات مبارکہ کو جھٹلانا بھی ایک بڑا ظلم ہے۔ اللہ کی آیات کو جھٹلانا ایک واضح اور کھلم کھلا فعل ہے کہ وہ شخص ان کا انکار کرتا ہے لیکن جھٹلانے کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ آیات مبارکہ میں بتائی گئی بات کے متضاد بات اختراع کی جائے اور لوگوں کو سنائی جائے

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ ٱلنَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ

''پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرتا ہے کہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کردے'' (حوالہ الانعام۔١٤٤)

علم کے بغیر جن باتوں کو اختراع کیا جاتا ہے ان کی حقیقت تخیل سے بڑھ کر نہیں ہوتی اور یہ باتیں کم علم اور لاعلم افراد کو غافل بھی کرتی ہیں اور گمراہ بھی۔

قرآنِ مجید نے دوٹوک، غیر مبہم، واضح ترین اور انتہائی پرزور انداز میں یہ خبر اور فیصلہ سنایا ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِى بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَـٰلَمِينَ ﴿٩٦﴾ (آلِ عمران۔٩٦)

''یقیناً اول گھر جو لوگوں کیلئے بنایا گیا وہی (کعبہ) ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ مُبَارَكًا اور جہاں والوں کیلئے ہدایت ہے''

أَوَّلَ بَيْتٍ ٱلْكَعْبَةَ ہے اور یہ ٱلْبَيْتَ ٱلْحَرَامَ محترم گھر ہے۔ یہ قِبْلَةً اول ہے۔ اور اس شہر کی بھی حرمت ہے جہاں یہ واقع ہے۔ میرے آقا، آقائے نامدار ﷺ کا فرمان ہے

إِنَّمَآ أُمِرۡتُ أَنۡ أَعۡبُدَ رَبَّ هَـٰذِهِ ٱلۡبَلۡدَةِ ٱلَّذِى حَرَّمَهَا

''مجھے صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی بندگی کروں جس نے اسے محترم بنایا ہے'' (حوالہ النمل۔۹۰)۔

مکۃ المکرّمہ دنیا کا منفرد شہر ہے جس کی قرآنِ مجید میں حرمت بتائی گئی ہے۔ اور ٱلۡكَعۡبَةَ بھی واحد، منفرد بَيۡتِ ہے جس کی حرمت بتائی گئی ہے۔ قرآنِ مجید نے مکۃ المکرّمہ کے علاوہ کسی شہر کو اور ٱلۡكَعۡبَةَ کے علاوہ دنیا کے کسی بیت کو ٱلۡمُحَرَّمِ قرار نہیں دیا اور نہ ایسا کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر برکات رکھنے کا بتایا ہے جیسے مسجد اقصیٰ کے نواح میں (حوالہ الاسراء۔۱) لیکن ان میں اور مکۃ المکرّمہ کی برکات میں ایک واضح فرق یہ ہے کہ مکۃ المکرّمہ میں برکات تمام زمان کے لوگوں کیلئے ہیں۔ فرمایا

وَنَجَّيۡنَـٰهُ وَلُوطًا إِلَى ٱلۡأَرۡضِ ٱلَّتِى بَـٰرَكۡنَا فِيهَا لِلۡعَـٰلَمِينَ ﴿٧١﴾

''اور ہم انہیں (ابراہیم علیہ السلام) اور لوط علیہ (علیہ السلام) کو اس زمین کی طرف بچا کر لے گئے

جس میں ہم نے جہاں والوں کیلئے برکتیں رکھی ہیں''۔ (سورۃ الانبیاء۔۷۱)

أَوَّلَ بَيۡتٍ ٱلۡكَعۡبَةَ ہے اور یہ ٱلۡبَيۡتَ ٱلۡحَرَامَ محترم گھر ہے۔ یہ قِبۡلَةً اول ہے اور حرمت والے شہر مکۃ المکرّمہ میں ہے اور آقائے نامدار ﷺ کو اس سے بے انتہا رغبت اور چاہت ہے۔ اس کی اولیت بھی اس کی حرمت ہے۔ قِبۡلَةً اول کو ہمیشہ قبلہ اول کہنا ہی اس کی حرمت کا پاس کرنا ہے

وَمَن يُعَظِّمۡ حُرُمَـٰتِ ٱللَّهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ ''اور جو کوئی عزت و ادب کرتا ہے اللہ کی جانب سے محترم ٹھہرائی ہوئی چیزوں کا تو اللہ کے ہاں یہ بات اس شخص کیلئے بہتر ہے'' (حوالہ الحج۔۳۰)۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدۡ وَصَّلۡنَا لَهُمُ ٱلۡقَوۡلَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾

''اور یقیناً ہم نے انہیں قول پہنچا دیا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں (یاداشت میں محفوظ رکھیں)'' (القصص۔۵۱)

سُبۡحَـٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾

''پاک ہے آپ (ﷺ) کا رب، عزت، غلبہ وقوت والا رب، اس سے جو (تخیل سے باتیں) وہ بیان کرتے ہیں۔

وَسَلَـٰمٌ عَلَى ٱلۡمُرۡسَلِينَ ﴿١٨١﴾

اور سلام ہو رسولوں پر۔

وَٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ ﴿١٨٢﴾

اور تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو رب العالمین ہے'' (الصافات۱۸۰۔۱۸۲)